© rasailojaraid.com

تحریری تعویذیں جسم کے ساتھ باندھنے یا لٹکانے کی اجازت دینا کئی لحاظ سے درست نہیں:

(۱): یہ عمل رسول اللہ ﷺ سے، حتیٰ کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''مَنْ أحدَثَ في أمرِنا هذا ما ليسَ فيهِ فهو رَدٌّ'' [صحيح البخاري ۲۶۹۷، مسلم ۱۷(۱۷۱۸)]

''جو کوئی ہمارے اس دین میں ایسا طریقہ ایجاد کرے جو اس میں شامل نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔''

(۲): جن اسلاف رحمہم اللہ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے، وہ دیگر اسلاف رحمہم اللہ کے فتاویٰ کے مخالف ہے۔ اختلاف کی صورت میں وہی فتویٰ درست اور واجب القبول ہوگا' جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ احادیث شریفہ کے مطابق ہو۔

(۳): جسم سے باندھے یا لٹکے ہوئے تعویذوں کا رواج زمانہ جاہلیت سے چلا آ رہا ہے۔ ان میں شرکیہ عبارتیں ہوتی ہیں، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کر کے تمام تعویذوں سے بچنے کا حکم دیا۔ لہٰذا یہی احوط ہے۔

اب جن تعویذوں میں قرآنی آیات اور مسنون دعائیں لکھی ہوئی ہیں، وہ شرکیہ تو نہیں، لیکن اس عمل کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اس عمل پر محمدٌ رَّسولُ اللّٰہِ ﷺ کی مہر مبارک ثابت نہیں ہے۔

(۴): آیات و احادیث لکھ کر جسم سے لٹکانے سے اس کی توہین کا شدید خطرہ لاحق رہتا ہے؛ کیونکہ جب انسان بیت الخلاء میں جاتا ہے، تو تعویذ ساتھ ہوتا ہے۔ اگر کوئی باہر اتار کر جائے، تو واپسی پر بھول جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں نیچے گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

(۵): ہر لحاظ سے مکمل اہتمام کرنے کی صورت میں تحریری تعویذ کو جائز قرار دینے میں بھی ایک اہم شرعی رکاوٹ حائل ہے: ''سدِ ذریعہ'' یقیناً بہت سے تعویذوں میں صریح شرک، حروفِ ابجد، یا ابجدی نمبر موجود ہوتے ہیں، جن سے بیک وقت کئی مفہوم بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ جب ہم قرآنی تعویذ پر جواز کا فتویٰ صادر کریں تو شرکیہ تعویذ بیچنے والا کاہن اسے بھی قرآنی کہے گا۔ جس شخص کے جسم پر شرکیہ تعویذ ہوگا، وہ بیچارہ نادانی میں اسے بھی قرآنی ہی سمجھے گا۔ اس طرح ایک خطرناک منکر سے روکنے کا ذریعہ بند ہو جائے گا۔

(۶): لٹکے ہوئے تعویذ کے ایک قسم کو جائز قرار دینے کے بعد جب مسلمان کسی تعویذ والے شخص سے اس کے بارے میں سوال بھی کرے، تو اسے ''بدگمانی'' کے الزام کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ اگر قرآنی تعویذ جائز ہے؛ تو خواہ مخواہ کسی مسلمان کے گلے میں نظر آنے والے تعویذ پر ''غیر قرآنی'' ہونے کا شبہ کیسے کیا جا سکے گا؟!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گوشہ نسواں (۲)

یحییٰ سلیم ہائیر سیکنڈری سکول غواڑی

اسلام میں خواتین کا مقام

ایک بہن کی حیثیت سے آپ کا مقام اور منزلت اوج ثریا سے بھی اونچا ہے، جب آپ اپنے بھائی کے لیے خالص نیک جذبات، خیر سگالی، اور دعاؤں کا نذرانہ پیش کریں۔ بھائی کو اپنی ذات پر ترجیح دیں۔ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے آپ کے وقار اور اس کی عزت مجروح ہو۔ اس کی خدمت کو غنیمت سمجھیں، وبال نہ محسوس کریں۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہمیشہ آپ کے ہمراہ رہے گی اور آپ کو دنیا وآخرت دونوں میں سرخروئی نصیب ہوگی۔

آپ ایک اچھی اور اطاعت شعار بیوی بن کر اتنا اعلیٰ مقام حاصل کر سکتی ہیں کہ اس دنیا میں خیر و بھلائی کے انمٹ نقوش چھوڑیں۔ حضرت ہاجرہؓ وسارہؓ جیسی بننے پر آمادہ ہو جائیں جنہوں نے اپنے شوہر نامدار علیہ السلام کا ہر حال میں ساتھ دیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو دیکھیے، قریش کی بڑی محترمہ ومتمول خاتون جنہوں نے صرف ''صداقت وامانت'' کے پاکیزہ اوصاف کی بنیاد پر حضرت محمد ﷺ کو خود شادی کی پیشکش کی، ان کی کمزور اقتصادی حالت کو خاطر میں نہ لائی۔ نامساعد حالات میں رسول اقدس ﷺ کو دلاسا دیا۔ ہر حال میں آپ ﷺ کی خدمت کو اپنا شرف سمجھا۔ مشکل ترین حالات میں اپنا مال ومتاع سب کچھ اسلام کی آبیاری کے لیے وقف کر دیا۔

آپ ایک اچھی اور اطاعت شعار بیوی بن کر اتنا اعلیٰ مقام حاصل کر سکتی ہیں کہ اس دنیا میں خیر و بھلائی کے انمٹ نقوش چھوڑیں۔ حضرت ہاجرہؓ وسارہؓ جیسی بننے پر آمادہ ہو جائیں جنہوں نے اپنے شوہر نامدار علیہ السلام کا ہر حال میں ساتھ دیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو دیکھیے، قریش کی بڑی محترمہ ومتمول خاتون جنہوں نے صرف ''صداقت وامانت'' کے پاکیزہ اوصاف کی بنیاد پر حضرت محمد ﷺ کو خود شادی کی پیشکش کی، اُن کی کمزور اقتصادی حالت کو خاطر میں نہ لائی۔ نامساعد حالات میں رسول اقدس ﷺ کو دلاسا دیا۔ ہر حال میں آپ ﷺ کی خدمت کو اپنا شرف سمجھا۔ مشکل ترین حالات میں اپنا مال ومتاع سب کچھ اسلام کی آبیاری کے لیے وقف کر دیا۔

نیک واطاعت گزار بیوی بننا واقعی اتنا آسان کام نہیں، اس کے لیے خوب قربانی درکار ہوتی ہے۔ اپنے شریک حیات کو خود پر ترجیح دینا ہوتا ہے، اس کی نفسیات کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ہاں مؤمنہ خاتون مکمل عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے نصرت مانگتی ہوئی اس شرف کو حاصل کرنے کی تگ ودو کرے تو بفضل الٰہی یہ کوئی مشکل نہیں۔ عام حالات میں یہ صرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چھوٹی چھوٹی باتوں کا مجموعہ ہے۔ گھر کی صفائی اور سلیقہ مندی کا خیال رکھیں۔ رفیق حیات کی آمد کے وقت کھانا تیار کر کے اس کا انتظار کریں، اس سے پوچھ لیں کہ میں کون سا کپڑا پہنوں جو آپ کو پسند آئے؟ آج کیا کھانا پکاؤں؟ میاں کی قمیص کا ایک بٹن اس کے بتائے بغیر ٹانک کر ان کے دل میں اپنا مقام بنا سکتی ہو۔ آپ کی ایک پیار بھری مسکراہٹ آپ کے میاں کی دن بھر کی تھکن کو چاٹ سکتی ہے۔ اس کی روانگی کے وقت ''اللہ حافظ'' کہتی ہوئی دروازے تک الوداع کریں تو وہ اس وفادارانہ ادا کو نہیں بھولے گا۔

خوشحالی میں ہر کوئی ساتھ دینے کا دعویٰ کرتا ہے اور ساتھ دیتا بھی ہے، برے وقت میں بیوی کی یہ بات بہت زیادہ قدر و قیمت رکھتی ہے کہ ''میں آپ کے شانہ بشانہ کھڑی ہوں۔'' اپنے دل میں وفاداری کے اعلیٰ جذبات پیدا کرنے کے لیے حضرت ایوب علیہ السلام کی اہلیہ کو دیکھ لو! کس قدر مصائب و آفات میں وفاشعاری کا عملی نمونہ اہل ایمان کی خواتین کے لیے مشعل راہ بنا کر چھوڑا۔ پھر اپنے رب تعالیٰ کے حضور بلند ترین درجات لینے تشریف لے گئیں!!

مائی ہاجرہؓ نے مکہ کی پہاڑیوں سے اپنے رفیق حیات علیہ السلام کو کس قدر اللہ تعالیٰ پر بھروسے اور اس کے رسول علیہ السلام کی اطاعت میں الوداع کیا؟! رب ذوالجلال کے حکم پر لخت جگر کا سر تن سے جدا کرنے گئے، تو رضائے الٰہی پر رضامندی کا کیسا والہانہ جذبہ دکھایا؟! اس نے شہرت کی بلندیوں کو یوں ہی نہیں چھوا کہ اس کے افعال تا قیامت عبادت بن گئے۔

اپنے آپ کو احساس محرومی اور خود ساختہ کمتری کے عذاب میں کیوں مبتلا کرتی ہو؟ یقیناً آپ بہت بڑا شرف اور اعزاز حاصل کر سکتی ہیں۔ اسلاف امت کی پاکباز خواتین اپنے گھروں کے اندر حتی الوسع بن سنور کر خوش و خرم اور اعلیٰ اخلاق کی پیکر بنی رہتی تھیں۔ خواہ مخواہ گھر سے نکلنے کا تصور ہی نہیں تھا۔ کسی ضرورت سے باہر نکلنے کی نوبت آتی تو شریک حیات سے اجازت لے کر، زیورات اتار کر، بالکل سادہ لباس میں، بڑی سی چادر سے سارا جسم ڈھانپ کر اور کسی بچے یا خادم کو ساتھ لے کر نکل پڑتی تھیں۔ کسی غیر مرد سے بات چیت کی ضرورت پیش آئے تو بالکل مختصر الفاظ میں اور سخت لہجے میں بات کر لیتی تھیں۔ دانا لوگ کہتے ہیں: ''عورت کی بداخلاقی کی انتہا یہ ہے کہ غیر مردوں سے بڑے عمدہ اخلاق سے پیش آئے۔'' موجودہ گئے گزرے پرفتن دور میں خواتین گھر کے اندر چیتھڑوں میں رہتی ہیں اور باہر ٹیوشن، شاپنگ، پکنک یا کسی تقریب کے لیے جانا ہوا' تو استری شدہ صاف اور خوب صورت کپڑوں کا انتخاب کرتی کرتی دیر ہو جاتی ہے۔
ذرا اپنے دل سے پوچھیے یہ بیوقوف کس کو دکھانے کے لیے اتنا اہتمام کرتی ہے؟

ایک زمانہ تھا جب بچیوں کو تعلیم دلانا باعث عار سمجھا جاتا تھا۔ انہیں صرف امورِ خانہ داری کی روایتی تربیت دی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتی تھی۔ بیچاری صرف گھر کی صفائی اور جانوروں کی دیکھ بھال پر مأمور ہوتی تھی۔ اب تعلیم کے میدان میں واقعی روشن خیالی کا دور ہے۔ گھر کی دہلیز پر سکول اور مدارس کھل چکے ہیں۔ قوم کی بیٹیاں بھی دینی تعلیم وتربیت اور عصری تعلیم سہولت کے ساتھ حاصل کرتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وقت حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہم انہیں اچھی تعلیم دیں، بہترین اسلامی تربیت دیں۔ اور اس پرفتن دور کے فتنوں سے محفوظ رہنے کی تلقین کرتے ہوئے ضروری اسباب مہیا کریں۔ بچی کی اچھی تعلیم وتربیت، بچے کی تعلیم وتربیت سے کمتر اہمیت کی حامل نہیں؛ کیونکہ ایک عورت کی تعلیم پورے کنبے کی تعلیم ہے۔

مسلمان بہنو! اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں اسلامی گھرانے میں پیدا کیا۔ اور زندگی کے تمام ضروری اسباب ووسائل مہیا فرمائے۔ اس عظیم نعمت کا شکر اس طرح ادا ہوگا کہ پورے ایمان واخلاص کے ساتھ دین کا علم حاصل کریں اور اسے اپنی زندگی پر، اپنے جسم وجان پر نافذ کرلیں۔ دنیاوی تعلیم بھی شوق سے پڑھیں تاکہ دنیا بھی اچھی طرح گزر سکے۔

بعض دفعہ والدین کی یہ شکایت سننے میں آتی ہے کہ میری بیٹی درسِ نظامی کی فارغ التحصیل ہے، مگر گستاخ اور بدخو ہے۔ ایسے والدین کو سب سے پہلے اپنے ذریعہ آمدنی پر نظر ثانی کرنا چاہیے۔ اگر انہوں نے اسے حلال غذا سے پالا ہو تو اس شکایت کی نوبت ہرگز نہیں آنی چاہیے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے اور واقعی اس سے پوچھا جانا چاہیے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت میں ضرور پوچھے گا کہ تو نے قرآن وحدیث سے اپنے قلب وذہن اور سیرت واخلاق کی اصلاح کا کام کیوں نہیں لیا؟! دینی تربیت نے تیری زندگی پر مثبت اثر کیوں نہ مرتب کیا؟! کیا تمہاری تعلیم کا یہی ثمرہ ہے؟ کیا تجھے تیرے خالق ومالک کا یہ حکم نہیں سکھایا گیا تھا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، انہیں بڑھاپے کی حالت میں ''اف'' تک نہ کہو؟!

اکثر ایسے بچوں کی گستاخی اور بدکلامی کا بنیادی سبب خود والدین ہوتے ہیں، جوان کی پرورش کے لیے خالص حلال کمائی کا اہتمام کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ یا انہوں نے اپنے والدین سے اسی طرح کا سلوک اپنے بچوں کو دکھلایا ہوگا، جس سے انہوں نے تربیت لی ہوگی۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی سبب نہ ہو تو والدین واقعی قابل رحم ہیں۔ انہیں مایوس ہونے کے بجائے اللہ ارحم الراحمین سے خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگنی چاہیے: ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝﴾ [الفرقان ۷۴] ''اے ہمارے رب! ہمارے جوڑے اور اولاد کو ہمارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنادے اور ہمیں پرہیزگاروں کا سرپرست بننے کی توفیق دے۔''

ایک ماں رو رو کر اپنے بیٹے سے فریاد کر رہی تھی کہ تو میرے ساتھ حسن سلوک سے کیوں پیش نہیں آتا؟ جبکہ میں نے تمہیں کس قدر اذیت اور تکلیف میں پال پوس کر بڑا کیا ہے۔ وہ شقی القلب بیٹا اپنی بوڑھی ناتواں ماں سے کہتا تھا:

© rasailojaraid.com